Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۴۰/۷۵ | اتوار ۱۹ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ ۱۵ شہادت ۱۳۶۹ ہش ۱۵ اپریل ۱۹۹۰ء | نمبر ۸۶

مشرقی یورپ کے ایک سفیر کا ردِ عمل

حالیہ دورہ پرتگال کے ضمن میں حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ نے فرمایا،

"بعض ایمبیسیڈرز جو مشرقی یورپ سے تعلق رکھتے تھے ان کے اندر ایسی جلدی جلدی تبدیلی پیدا ہوئی کہ ایک ایمبیسیڈر نے دونوں ہاتھوں سے میرا ہاتھ پکڑ کر جانے سے پہلے بار بار یہ کہا، I AM DEEPLY TOUCHED I AM DEEPLY TOUCHED کہ میری روح میں گہرائی تک اثر ہو گیا ہے۔ اور وہ ہاتھ ہی نہیں چھوڑتے تھے"۔

(الفضل ۵ اپریل ۱۹۹۰ء ص۳)

آج جس شان سے احمدیت کا نام پھیل رہا ہے پہلے کبھی اس کا تصور بھی نہ ہو سکتا تھا

مشرق و مغرب کی اکثر چھوٹی اور بڑی حکومتیں یکساں طور پر جماعت احمدیہ سے غیر معمولی تعاون کر رہی ہیں

جماعت احمدیہ کی مجلس شوریٰ کا مقابلہ بڑے بڑے ممالک کی پارلیمنٹس بھی نہیں کر سکتیں

جماعت احمدیہ کی ۱۷ ویں مجلس شوریٰ کے نام حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ کا روح پرور اور ولولہ انگیز پیغام

لندن ۲۴-۳-۱۳۶۹/۱۹۹۰

مکرم محترم صدر صاحب مجلس شوریٰ و ممبران مجلس شوریٰ۔ جماعت احمدیہ پاکستان

خدا تعالیٰ نے ایک دفعہ پھر آپ سب کو مرکز ربوہ میں اکٹھا ہو کر باہم مل بیٹھ کر ایسے مسائل پر غور و فکر کرنے کی توفیق بخشی ہے جو تمام تر دینِ حق کے استحکام اور ترقی سے تعلق رکھتے ہیں۔
جیسا کہ میں نے بارہا پہلے بھی بیان کیا ہے کہ جماعت احمدیہ کی مجلس شوریٰ جیسی چیز دنیا کی کسی اور تنظیم میں دکھائی نہیں دیتی۔ بڑے بڑے ممالک کی پارلیمنٹس بھی اپنے غور و فکر کی طرز میں جماعت احمدیہ کی مجلس شوریٰ کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتیں، جس نظم و ضبط کے ساتھ، جس باہم دگر اعتماد اور وقار کے ساتھ، جس ادب اور لحاظ کے ساتھ محض للہ یہ نوشۃ مشورے جماعت احمدیہ کی مجلس شوریٰ کے ایوان میں کئے جاتے ہیں۔ یہ ایک ایسا جماعت احمدیہ کا امتیاز ہے جو اور کسی جماعت کو نصیب نہیں۔

غالباً گذشتہ سے پیوستہ سال کے متعلق مجھے یہ شکایت ملی کہ میری عدم موجودگی میں مجلس شوریٰ کے ممبران اپنی آراء میں اس طرح ایک دوسرے کے جذبات کا خیال نہیں رکھتے اور ایک دوسرے کی رائے کو وقعت اور احترام کی نظر سے نہیں دیکھتے۔ جس طرح (ایمان والوں) کی جماعت میں ہونا چاہیئے۔ بلکہ بعض ناظر صاحبان بھی اپنے اختلافات کو اس طرز اور اس زبان میں اچھالتے ہیں جس سے گویا ایک دوسرے کی تخفیف پیش نظر ہو۔ مجھے اس اطلاع سے بہت تکلیف ہوئی اور میں نے ہدایت کی کہ اس مجلس کی کارروائی کا ریکارڈ مجھے مہیا کیا جائے اور بڑے غور سے میں نے تمام کارروائی کو سنا لیکن اس اطلاع کو اگر کلیۃً بے بنیاد نہیں تو انتہائی مبالغہ آمیز پایا۔ (آئمہ) کی موجودگی میں بھی بعض اوقات غیر ارادی طور پر بحثوں کے دوران معمولی سی تلخی پیدا ہو جایا کرتی ہے اور معمولی سی توجہ دلانے پر ہی فوری طور پر مقررین اپنی طرز میں اصلاح کرتے اور ندامت کا اظہار کرتے ہیں۔ اس عام معمولی بشری کمزوری کے سوا میں نے کوئی بات بھی ایسی نہیں دیکھی جو میرے لئے تکلیف یا تشویش کا موجب بنتی بلکہ جس وقار اور تقویٰ کے ساتھ محض للہ رائے دینے والوں نے اپنی رائے کا اظہار کیا اس کو سن کر میرا دل خدا کے حضور حمد و شکر کے ساتھ جھک گیا اور بار بار ممبران مجلس شوریٰ کے لئے دل سے دعائیں اٹھتی رہیں۔

حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کی صداقت کے نشانات میں سے ایک عظیم نشان ہماری مجلس شوریٰ بھی ہے میں امید رکھتا ہوں اور میری دعا یہ ہے کہ ہزاروں سال تک جماعت احمدیہ کی مجلس شوریٰ ان نہایت اعلیٰ اخلاقی اقدار کو قائم رکھے گی اور بدل و جان ان کی حفاظت فرمائے گی جو اس مجلس کو اس جیسی ہر دوسری مجلس سے کلیۃً ممتاز کرتی ہیں۔

باقی صہ ۸ کالم ۱ پر

○ مکرم عبد المغنی صاحب زاہد مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ کارکن روزنامہ الفضل کی والدہ محترمہ امۃ اللہ بیگم صاحبہ زوجہ چوہدری عبد المومن خان صاحب کاٹھگڑھی سابق کارکن نظارت زراعت مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۹۰ء بعمر ۷۸ سال وفات پاگئیں۔ آپ حضرت چوہدری عبد الحئی خان صاحب (ریٹائرڈ پوسٹ ماسٹر) یکے از رفقاء حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی دختر تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹے کے علاوہ تین بیٹیاں شامل ہیں۔
مورخہ ۱۱ اپریل کو بعد نماز عصر بیت المبارک میں آپکی نماز جنازہ مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب نے پڑھائی موصیہ ہونے کی وجہ سے تدفین بہشتی مقبرہ میں عمل میں آئی۔ قبر تیار ہونے پر محترم چوہدری محمد شریف صاحب فاضل استاذ جامعہ احمدیہ ربوہ نے دعا کروائی۔
احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوفہ کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔

ریڈرز ڈائجسٹ کے مارچ ۱۹۹۰ء کے شمارہ میں ایک تصویر شامل اشاعت ہے۔ یہ تصویر پولینڈ کے توماز تومازوسکی نے لی ہے۔ اس تصویر میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ قدرت ثانیہ کے مظہر اول۔ ثانی۔ ثالث نظر آتے ہیں۔ ایک اور تصویر مکرم مولوی عبد الستار صاحب سٹول پہ کھڑے لگا رہے ہیں اور پاس ہی ان کا ننھا بیٹا کھڑا ہے۔
ریڈرز ڈائجسٹ دنیا کا ایک کثیر الاشاعت ماہنامہ ہے۔ تصویر کے نیچے عنوان یہ دیا گیا ہے۔ "دو سالہ موسیٰ اپنے باپ عبد الستار خان کو تصویر آویزاں کرتے دیکھ رہا ہے، یہ پاکستانی امام احمدیہ جماعت کی پیڈرو آباد میں بیت الحمد جو قرطبہ کے نزدیک ہے کا امام ہے"۔
ہمیں ریڈرز ڈائجسٹ کے اس صفحہ کی فوٹو سٹیٹ مکرم خالد محمود شرما صاحب نے شکار پور سندھ سے بھیجی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس، ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی، ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۵ شہادت ۱۳۶۹ہش ۱۵ اپریل ۱۹۹۰ء

عدل اور رحم

عدل اور انصاف کی اہمیت تو اسی بات سے ظاہر ہے کہ ہم میں سے ہر شخص چاہتا ہے کہ اس کے ساتھ عدل و انصاف کا سلوک کیا جائے۔ ہم اپنے ماحول پر نظر ڈالتے ہیں تو اس بات کی شکائت کرتے ہیں کہ لوگ عدل سے کام نہیں لیتے ناانصافی کرتے ہیں۔ کوئی اِس کا حق مار رہا ہے اور کوئی اُس کا حق مار رہا ہے۔ اور اس طرح جھگڑے بھی طول پکڑتے ہیں اور سکون بھی برباد ہوتا ہے۔

لیکن عدل اور انصاف کے لئے جس بات کی سب سے زیادہ ضرورت ہے اس کی طرف نظر کم ہی جاتی ہے اور وہ بات ہے سچ۔ سچ بات کا کہنا اور ہر حال میں کہنا چاہیے ہمیں اس کا نقصان ہی ہو اس طرح سچ کہنے کی اتنی زیادہ اہمیّت ہے کہ جہاں عدل ملتا ہے یعنی عدالتیں وہاں مقدمہ لڑنے والوں سے قسم لی جاتی ہے کہ مَیں سچ کہوں گا اور سچ کے علاوہ کچھ نہیں کہوں گا۔ اگرچہ وہاں فقدان سچ ہی کا ہوتا ہے یعنی قسم کھا کر بھی لوگ جھوٹ بولتے ہیں۔ عدل کرنے والا تو عدل ہی کرتا جائے گا لیکن اس کے عدل کا انحصار بھی دوسروں کے سچ اور جھوٹ پر ہے۔ اس کی سب سے واضح مثال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس واقعہ سے ملتی ہے جس میں حضور اقدس نے فیصلہ فرما کر طرفین سے کہا کہ اگر یہ چیز اس کی نہیں ہے جسے مَیں نے گواہوں کے مطابق فیصلہ کرتے ہوئے دی ہے تو وہ سمجھ لے کہ وہ یہاں سے دوزخ کا ٹکڑا لے کر جا رہا ہے اور یہ بات سُن کر وہ شخص فوراً بول اُٹھا کہ یہ چیز میری نہیں ہے مَیں اسے واپس کرتا ہوں۔ تو گویا فیصلہ کا دار و مدار گواہوں پر ہوتا ہے۔ اور گواہ جھوٹ بولیں تو عدل نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر عدل ہو بھی جائے اور فیصلہ ہمارے خلاف ہو تو ہم رحم مانگتے ہیں دوسرے کے خلاف ہو تو عدل سے ذرا بھی پرے نہیں ہٹنے دیتے۔

اصل بات یہ ہے کہ عدل لازمی ہے۔ اور رحم اس سے بھی زیادہ ضروری ہے۔ عدل بھی ہو اور عدل کا اطلاق رحم کے ساتھ ہو۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ عدل کو رحم کے جذبے سے کسی قدر نرم کرو۔ خدا کرے کہ دنیا میں عدل بھی ہو اور رحم کا دامن بھی نہ چھوٹے۔

سب انسان ہیں بھائی بھائی سب کا سوچ کے دیکھو
سب کے سُکھ کو اپنا جانو، سب کا دُکھ اپنا لو
بات بہت آسان ہے لیکن دل کی ہے یہ بات
دل یہ بات سمجھ سکتا ہے تم دل کو سمجھا لو

ابوالاقبال

رحمۃ للعٰلمین

محمدؐ رحمۃ للعٰلمیں ہے
محمدؐ عند ذی العرش مکیں ہے
محمدؐ دلبرِ ذاتِ یگانہ
محمدؐ مطلعِ نورِ یقیں ہے
محمدؐ مظہرِ ذاتِ خداوند
محمدؐ عکسِ ربّ العالمیں ہے
محمدؐ فخرِ موجوداتِ عالم
محمدؐ ایک تخلیقِ حسیں ہے
محمدؐ سا نہیں کوئی جہاں میں
نہیں ہرگز نہیں ہرگز نہیں ہے
وہ ہے خیر البشر خیر الرسل بھی
اسی باعث وہ ختم المرسلیں ہے
وہ ہر مرسل سے ہے اعلیٰ و برتر
وہ فخرِ اوّلین و آخریں ہے
وہ بحرِ بے کراں ہے معرفت کا
محمدؐ منزلِ رُوح الامیں ہے
نہیں احسان اُس پر اُس کی مِدحت
کہ اس کی ذات فخرِ ماو جیں ہے
ضلالت چار سُو پھیلی ہوئی ہے
بچاؤ کی کوئی صورت نہیں ہے
ضلالت سے اگر ہم کو ہے بچنا
محمدؐ ہی فقط حصنِ حصیں ہے
مقام اُس کا کوئی جو پوچھے صُوفی
وہ میرِ مجلسِ عرشِ بریں ہے

صوفی محمد اسحٰق

"قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے اور اس میں بیان کردہ حقائق پر غور کرنے کے لئے ہمارا ہر بچہ میٹرک ضرور پاس کرے"۔
(خطبہ جمعہ مئی ۱۹۸۱ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محمد اشرف ناصر

سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا کے اندر ایثار وسخاوت کا مادہ بھی کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ ایک دفعہ قبیلہ بنو سلیم کے ایک بہت بوڑھے آدمی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے حضور نے انہیں دین کے ضروری احکام و مسائل بتائے اور پھر ان سے پوچھا۔

"کیا تمہارے پاس کچھ مال بھی ہے؟"

انہوں نے عرض کیا۔

"یا رسول اللہ! قسم ہے اللہ کی بنو سلیم کے تین ہزار آدمیوں میں سب سے زیادہ غریب اور محتاج میں ہی ہوں۔"

حضور نے صحابہ کی طرف دیکھا اور فرمایا "تم میں سے کون اس مسکین کی مدد کرے گا۔"

سید الخزرج حضرت سعدؓ بن عبادہ اٹھے اور کہا۔

"یا رسول اللہ میرے پاس ایک اونٹنی ہے جو میں اس کو دیتا ہوں۔"

حضور نے فرمایا

"تم میں سے کون ہے جو اس کا سر ڈھانک دے۔"

سیدنا حضرت علیؓ اٹھے اور اپنا عمامہ اتار کر نومسلم اعرابی کے سر پر رکھ دیا۔

پھر حضور نے فرمایا۔

کون ہے جو اس کی خوراک کا بندوبست کرے۔

حضرت سلمان فارسیؓ نے ان صاحب کو ساتھ لیا اور ان کی خوراک کا انتظام کرنے لگے۔ چند گھروں سے دریافت کیا لیکن وہاں سے کچھ نہ ملا۔ آخر سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کے مکان کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ سیدہ نے پوچھا کون ہے؟ حضرت سلمانؓ نے سارا واقعہ بیان کیا اور التجاء کی

"اے سچے رسول کی بیٹی۔ اس مسکین کی خوراک کا بندوبست کیجئے۔"

سیدہ فاطمہؓ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا

"اے سلمانؓ! خدا کی قسم آج سب کو تیسرا فاقہ ہے۔ دونوں بچے بھوکے سوئے ہیں لیکن سائل کو خالی ہاتھ نہ جانے دوں گی۔ جاؤ یہ میری چادر شمعون یہودی کے پاس لے جاؤ اور اس سے کہو کہ فاطمہؓ بنت محمدؐ کی یہ چادر رکھ لو اور اس کے عوض اس مسکین کو کچھ جنس دے دو۔"

حضرت سلمان فارسیؓ اعرابی کو ساتھ لے کر شمعون کے پاس پہنچے اور اس سے تمام کیفیت بیان کی۔ وہ دریائے حیرت میں غرق ہو گیا اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جو خود بھوکے رہ کر دوسروں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ سیدہ فاطمہؓ کے پاکیزہ کردار کا اس پر ایسا اثر ہوا کہ وہ بے اختیار پکار اٹھا۔

"اے سلمان! خدا کی قسم یہ وہی لوگ ہیں جن کی خبر توراۃ میں دی گئی ہے تم گواہ رہنا کہ میں فاطمہؓ کے باپ پر ایمان لایا۔ اس کے بعد کچھ غلہ حضرت سلمانؓ کو دیا اور چادر بھی سیدہ فاطمہؓ کو واپس بھیج دی وہ سیدہؓ کے پاس واپس آئے تو انہوں نے اپنے ہاتھ سے اناج پیسا اور جلدی سے اعرابی کیلئے روٹیاں پکا کر حضرت سلمانؓ کو دیں انہوں نے کہا۔

"اے میرے آقا کی لخت جگر ان میں سے کچھ بچوں کے لئے رکھ لیجئے۔"

سیدۃ النساء نے جواب دیا۔

"سلمان جو چیز میں راہِ خدا میں دے چکی وہ میرے بچوں کے لئے جائز نہیں۔"

حضرت سلمانؓ روٹیاں لے کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے وہ روٹیاں اعرابی کو دیں اور پھر حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے ان کے سر پر اپنا دست شفقت پھیرا۔ آسمان کی طرف دیکھا اور دعا کی۔

"بار الہٰا! فاطمہؓ تیری کنیز ہے اس سے راضی رہنا۔"

حضرت عبد اللہؓ بن عباس سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت علیؓ نے ساری رات ایک باغ سینچا اور اجرت میں تھوڑے سے جَو حاصل کئے۔ سیدہ فاطمہؓ نے ان کا ایک حصہ لے کر آٹا پیسا اور کھانا تیار کیا۔ عین کھانے کے وقت ایک مسکین نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا۔ "میں بھوکا ہوں۔" حضرت سیدہ نے وہ سارا کھانا اسے دے دیا پھر باقی اناج میں سے کچھ حصہ پیسا اور کھانا پکایا ابھی کھانا پک کر تیار ہوا ہی تھا کہ ایک یتیم نے دروازہ پر آ کر دست سوال دراز کیا وہ سب کھانا اسے دے دیا۔ پھر انہوں نے باقی اناج پیسا اور کھانا تیار کیا۔ اس مرتبہ ایک مشرک قیدی نے اللہ کی راہ میں کھانا مانگا۔ وہ سب کھانا اس کو دے دیا۔ غرض اہل خانہ نے اس دن فاقہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ ادا ایسی پسند آئی کہ اس گھر کے قدسی صفات مکینوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی

کہ وہ اللہ کی راہ میں مسکین۔ یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔

ایک دفعہ کسی نے سیدہ فاطمہؓ سے پوچھا "چالیس اونٹوں کی زکوٰۃ کیا ہو گی"۔

سیدہؓ نے فرمایا "تمہارے لئے صرف ایک اونٹ اور اگر میرے پاس چالیس اونٹ ہوں تو میں سارے ہی راہ خدا میں دیدوں"۔

سیدنا حضرت حسنؓ سے روایت ہے کہ ایک دن ایک وقت کے فاقہ کے بعد

ہم سب کو کھانا میسر ہوا والد بزرگوار (حضرت علیؓ) حسین اور میں کھا چکے تھے لیکن والدہ ماجدہ (حضرت فاطمہؓ) نے ابھی نہیں کھایا تھا انہوں نے ابھی روٹی پر ہاتھ ڈالا ہی تھا کہ دروازے پر ایک سائل نے صدا دی۔ "رسول اللہ کی بیٹی میں دو وقت کا بھوکا ہوں میرا پیٹ بھرو" والدہ محترمہ نے فوراً کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا اور مجھ سے فرمایا۔ "جاؤ یہ کھانا سائل کو دے آؤ۔ مجھے تو ایک ہی وقت کا فاقہ ہے اور اس نے دو وقت سے نہیں کھایا۔"

(سیرت فاطمۃ الزہرا از طالب ہاشمی صفحہ ۱۲۹-۱۲۶)

سیدہ فاطمۃ الزہراؓ پردہ کی نہایت پابند تھیں اور شرم و حیا کا مادہ بہت زیادہ تھا۔ ایک دفعہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں طلب فرمایا تو شرم سے لڑکھڑاتی ہوئی آئیں۔

ایک دفعہ حضور حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے آپ کے پیچھے ایک نابینا صحابی حضرت ابن ام مکتومؓ بھی اندر چلے گئے۔ سیدہ فاطمہؓ انہیں دیکھ کر کوٹھڑی میں چھپ گئیں۔ جب وہ چلے گئے تو حضور نے فرمایا۔

"تم چھپ کیوں گئی تھیں ابن ام مکتوم تو اندھے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا ابا حضور! اگر وہ اندھے ہیں تو میں تو ایسی نہیں ہوں کہ خواہ مخواہ غیر مرد کو دیکھا کروں۔"

شرم و حیا کی انتہا یہ تھی کہ عورتوں کا جنازہ بغیر پردہ کے نکلنا پسند نہ تھا اسی بنا پر اپنی وفات سے پہلے وصیت کی کہ میرے جنازے پر کھجور کی شاخوں کے ذریعے کپڑے کا پردہ ڈال دیا جائے اور جنازہ رات کے وقت اٹھایا جائے تاکہ اس پر غیر مردوں کی نظر نہ پڑے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی انصاف پسند نہ تھا آپ ہر معاملے میں پورے انصاف سے کام لیتے تھے اپنی ازواج مطہرات کے معاملے میں آپ کا یہ معمول تھا کہ باری باری ہر ایک کے حجرے میں قیام فرمایا کرتے تھے ام المومنین حضرت سودہؓ کی عمر زیادہ ہو چکی تھی اس لئے انہوں نے اپنی باری حضرت عائشہ صدیقہؓ کو دے دی تھی اس لئے حضور ان کے حجرے میں دو رات رہا کرتے تھے۔ صحابہ کرام اکثر حضرت عائشہ کی باری کے دنوں میں حضور کی خدمت میں تحائف اور ہدایا بھیجتے تھے۔ دوسری ازواج چاہتی تھیں کہ صحابہ ان کی باری کے دن بھی اسی طرح تحائف بھیجا کریں لیکن سب اس معاملے میں حضور سے براہ راست گفتگو کرنے میں جھجکتی تھیں چنانچہ انہوں نے طے کیا کہ حضرت فاطمہؓ کو اپنا نمائندہ بنا کر حضور اقدس کی خدمت میں بھیجا جائے کیونکہ آپ ان کو بہت ہی پیار کرتے ہیں اور ان کی بات مانتے ہیں۔ سیدہ فاطمہؓ حضور کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں۔ اپنی دوسری سوتیلی ماؤں کی درخواست پیش کی اور عرض کیا۔

"ابا جان! وہ سب حضرت صدیقہؓ کے معاملے میں آپ سے انصاف چاہتی ہیں"۔ صحابہ کرام جو کچھ بھیجتے تھے اپنی خوشی سے بھیجتے تھے۔ حضور نے ان کو اس کے متعلق کوئی ہدایت نہیں دی تھی اس لئے بے انصافی کا کوئی سوال ہی نہ تھا آپ نے فرمایا "بیٹی جس کو میں چاہوں کیا تم اس کو نہیں چاہو گی"۔

حضرت فاطمہؓ شرما کر فوراً واپس چلی آئیں۔ ازواج مطہرات نے پھر اصرار کیا کہ بیٹی تم دوبارہ حضور کی خدمت میں جاؤ اور یہ معاملہ پیش کرو۔ سیدہؓ نے اس پر کہا۔ "خدا کی قسم میں اس معاملہ میں پھر ابا جان سے کچھ کہنے نہ جاؤں گی"۔ (بخاری و مسلم)

حضرت فاطمہؓ کے دل میں انسانی ہمدردی اور خدمت خلق کا جذبہ بھی کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اور باوجود شدید مصروفیت کے مخلوق خدا کی خدمت پر کمربستہ رہتیں اور ہمسایوں کے دکھ درد میں شریک ہونا اپنا فرض سمجھتی تھیں۔ ان کے پڑوس میں ایک یہودی رہتا تھا جو اسلام کا سخت دشمن تھا اللہ تعالیٰ نے اسے ہدایت دی اور وہ مسلمان ہو گیا۔ اس پر اس کے رشتہ دار اس کے مخالف ہو گئے اور اس سے قطع تعلق کر لیا۔ اس طرح

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کے کاروبار اور تجارت پر بہت بڑا اثر پڑا۔ اور وہ نہایت مفلس و قلاش ہو گیا۔ اسی زمانے میں اس کی ہمدرد اور غمگسار بیوی قضائے الٰہی سے فوت ہوگئی رشتہ داروں میں سے کوئی اس کے قریب بھی نہ پھٹکا۔ گھر میں بیوی کی میت پڑی تھی اور وہ پریشان تھا کہ اس کے غسل و کفن کا کیا انتظام کیا جائے اتفاق سے حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کو اس کی اس مصیبت کا علم ہوگیا۔ وہ رات کے اندھیرے میں اٹھیں ردائے مبارک سر پر لی اور لونڈی (فضہؓ) کو ساتھ لے کر اس کے گھر پہنچیں وہاں جاکر خود ہی میت کو غسل دیا اور خود ہی کفنایا

(خاتون جنت از منشی تاج الدین احمد مرحوم)

ایک مرتبہ چکی پیس رہی تھیں کہ پڑوس سے ایک دردناک آواز کانوں میں پڑی یہ آواز سنتے ہی بے چین ہوگئیں۔ کنیز کو ساتھ لے کر فوراً اس گھر میں چلی گئیں۔ دیکھا کہ پڑوسن دردِ زہ میں مبتلا ہے اور اس کی جان پر بنی ہوئی ہے گھر والے سخت پریشان ہیں اور ان کی سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کریں۔ سیدہ نے انہیں تسلی دی اور کنیز کے ساتھ مل کر زچہ کی اس تندہی سے مدد اور خدمت کی کہ بچہ صحیح سلامت پیدا ہوگیا اور زچہ کی جان بھی بچ گئی یہ خدمت انجام دے کر گھر لوٹیں تو اس قدر خوش تھیں گویا سارے جہاں کی نعمتیں مل گئی ہوں۔ (سیرۃ فاطمۃ الزہراؓ مولانا عبدالمجید سوہدروی)

آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری اور آپ کے احکامات کی پیروی اور اطاعت اپنا جزو ایمان سمجھتی تھیں ایک دفعہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ سے واپس تشریف لائے سیدہ فاطمہؓ نے آپ کی مراجعت کی خوشی میں گھر کے دروازے پر نقش و نگار والا پردہ (یا پردے) لٹکا دیا اور حضرت حسنؓ و حسینؓ کو چاندی کے کنگن پہنائے حضور معمول کے مطابق سب سے پہلے سیدہ فاطمہؓ کے گھر تشریف لائے آپ نے گھر کے دروازے پر پردہ اور بچوں کے ہاتھ میں نقرئی کنگن دیکھے تو آپ سیدہ کے گھر میں داخل ہوئے بغیر واپس تشریف لے گئے۔ حضرت فاطمہؓ حضور کی واپسی کا سبب سمجھ گئیں انہوں نے فوراً پردہ چاک کر دیا اور بچوں کے ہاتھ سے کنگن اتار لئے۔ وہ روتے ہوئے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے آپؐ نے صحابہ سے فرمایا۔

یہ میرے گھرانے والے (اہل بیت) ہیں میں نہیں چاہتا کہ وہ ان زخارف (زرق برق آرائش) سے آلودہ ہوں انکے بدلے فاطمہؓ کے لئے عصیب کا ہار اور نقرئی کنگنوں کی جگہ ہاتھی دانت کے دو جوڑے کنگن خرید لاؤ (ابوداؤد و نسائی)

ایک اور روایت میں یہ واقعہ یوں بیان ہوا ہے کہ ایک دفعہ حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کے پاس باہر سے کچھ رقم بھیجی اس زمانے میں حضور کہیں باہر تشریف لے گئے تھے۔ آپؐ واپس مدینہ تشریف لائے تو فاطمہؓ نے اس خوشی میں حضرت علیؓ کی بھیجی ہوئی رقم سے ایک پردہ خریدا اور دروازے پر لٹکا دیا اور چاندی کے دو کنگن بنوا کر ہاتھوں میں پہن لئے۔ حضور واپس تشریف لائے تو حسب معمول سب سے پہلے فاطمہؓ سے ملنے گئے۔ انہوں نے نہایت مسرت سے حضور کو اَھلاً وسہلاً و مرحبا کہا لیکن حضور نے دروازے پر پردہ اور ان کے ہاتھوں میں چاندی کے کنگن دیکھ کر ان کی طرف چنداں التفات نہ فرمایا اور حضرت فاطمہؓ کے گھر میں قدم رکھے بغیر واپس تشریف لے گئے حضرت فاطمہؓ کو حضور کی بے اعتنائی سے بہت دکھ ہوا وہ رونے لگیں اور سوچنے لگیں کہ آخر مجھ سے کون سا کام حضور کی مرضی کے خلاف ہوا ہے؟ سوچتے سوچتے خیال آیا کہ یہی پردہ اور کنگن دو نئی چیزیں گھر میں آئی ہیں انہوں نے فوراً کنگن ہاتھوں سے نکالے اور دروازے سے پردہ اتارا پھر یہ دونوں چیزیں حضرت حسنؓ و حسینؓ کو دے کر فرمایا کہ انہیں نانا جان کے پاس لے جاؤ اور میری طرف سے عرض کرو کہ آپ ان کو جس طرح چاہیں کام میں لائیں۔

بچے یہ چیزیں لے کر حضور کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور ماں کا پیغام دیا تو آپ نے ان کو چوم کر اپنے زانوؤں پر بٹھا لیا اور صحابہ کو حکم دیا کہ کنگنوں کو توڑ کر اور پردے کو بہت سے حصوں میں پھاڑ کر انہیں اصحاب صُفّہ میں تقسیم کر دو اس کے بعد آپ نے دعا فرمائی۔

الٰہی میری بیٹی فاطمہؓ کو اپنے فضل و کرم سے نواز۔ اس پردے کے بدلے جس سے صُفّہ کے محتاجوں کا تن ڈھانکا گیا۔ میری بیٹی کو جنت کے کپڑے عطا فرما اور ان کنگنوں کے بدلے جو ان غریب لوگوں میں تقسیم کیے گئے اسے جنت کے زیور پہنا۔"

(اسوہ حسنہ سلمان منصور پوری)

غرضیکہ سیدہ فاطمہؓ ہمیشہ حضور کی مرضی اور منشاء کے مطابق عمل کرتی تھیں اور آپؐ کی رضا جوئی کو ہر چیز پر مقدم سمجھتی تھیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حضرت فاطمہؓ سے شدید محبت تھی چنانچہ یہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی سفر پر تشریف لے جاتے تو سب سے آخر حضرت فاطمہؓ سے رخصت ہوتے اور جب واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے حضرت سیّدہ کے گھر تشریف لاتے اور انہیں ملتے۔

امّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ جب فاطمہؓ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو آپؐ از راہ شفقت و محبت کھڑے ہو جاتے ان کی پیشانی کو بوسہ دیتے اور اپنی نشست سے ہٹ کر اپنی جگہ پر بٹھاتے اور جب آپ فاطمہؓ کے گھر تشریف لے جاتے تو وہ بھی کھڑی ہو جاتیں۔ محبت سے آپ کا سر مبارک چومتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔

(ابوداؤد)

حضرت ابو ثعلبہ خشنیؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ سے واپس تشریف لائے پہلے آپ نے مسجد میں جاکر دو رکعت نماز پڑھی۔ حضور کو یہ بات زیادہ پسند تھی کہ جب کبھی سفر سے واپس ہوتے پہلے مسجد میں دو رکعت نماز ادا فرماتے اس کے بعد اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ کے پاس جاتے پھر ازواج مطہرات کے یہاں چنانچہ آپ دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد حضرت فاطمہؓ سے ملنے تشریف لے چلے حضرت فاطمہؓ آپ کے استقبال کے لئے گھر کے دروازہ پر آگئیں اور آپ کا چہرہ مبارک چومنا شروع کر دیا (ایک اور روایت کے مطابق آنکھ اور دہن مبارک کو چوما) اور رونے لگیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا روتی کیوں ہو؟ عرض کیا۔

"آپ کے چہرے مبارک کا رنگ مشقت سے تغیر اور پھٹے پرانے کپڑے دیکھ کر رونا آگیا۔"

آپ نے فرمایا۔ "اے فاطمہؓ گریہ وزاری نہ کر تیرے باپ کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے کام کے لئے بھیجا ہے کہ روئے زمین پر کوئی اینٹ اور گارے کا مکان اور نہ کوئی اونی سوتی خیمہ بچے گا جس میں اللہ تعالیٰ یہ کام (دین اسلام) نہ پہنچا دے اور یہ دین وہاں تک پہنچ کر رہے گا جہاں تک دن اور رات کی پہنچ ہے۔" (کنز العمال)

ایک مرتبہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ابتدائے دعویٰ نبوت میں خانہ کعبہ میں نماز ادا کر رہے تھے۔ کفار کو شرارت سوجھی انہوں نے اونٹ کی اوجھڑی لاکر سجدہ کی حالت میں حضور کی گردن مبارک پر ڈال دی۔ اس شریر گروہ کا سرغنہ عقبہ بن ابی معیط تھا کسی نے حضرت فاطمہؓ کو آکر بتایا کہ تمہارے باپ کے ساتھ شریروں نے یہ حرکت کی ہے۔ بے چین ہوگئیں دوڑتی ہوئی کعبہ پہنچیں اور حضور کی گردن مبارک سے اوجھڑی ہٹائی کفار اردگرد ہنستے اور تالیاں بجاتے تھے۔ سرور کونین کی جلیل القدر بیٹی نے فرمایا "شریرو! احکم الحاکمین تمہیں ان شرارتوں کی ضرور سزا دے گا۔"

خدا کی قدرت چند سال بعد یہ سب جنگ بدر میں ذلّت کے ساتھ مارے گئے۔

ایک مرتبہ حضرت علیؓ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ "یا رسول اللہ آپ کو مجھ سے زیادہ محبت ہے یا فاطمہؓ سے۔"

حضورؐ نے فرمایا

فاطمہؓ مجھے تم سے زیادہ محبوب ہے اور تم مجھے فاطمہؓ سے زیادہ محبوب ہو۔

فتح مکہ کے موقع پر بنو مخزوم کی ایک عورت فاطمہ نامی چوری کے جرم میں پکڑی گئی شریعت کے مطابق اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا گیا اس پر حضرت اسامہ بن زیدؓ کو حضور کی خدمت میں اس عورت کی خطا بخشی کی درخواست کرنے کے لئے بھیجا گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سفارش ناگوار گذری اور آپؐ نے حضرت اسامہ سے فرمایا "کیا تم مجھ سے اللہ کی قائم کی ہوئی حدود کے بارے میں گفتگو کرتے ہو"۔ حضور کا ارشاد سن کر اسامہ کانپ اٹھے اور عرض کیا "یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان میرے لئے مغفرت طلب فرمایئے۔ شام ہوئی تو حضور خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا

امابعد پہلے لوگ اس وجہ سے ہلاک ہوئے کہ جب ان میں کوئی معزز یا امیر آدمی چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور جب ان میں کوئی کمزور اور معمولی آدمی چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے قسم اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے اگر فاطمہؓ بنت محمد بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔

اس کے بعد فاطمہ مخزومیہ پر حد جاری

باقی صـ۶ کالم ۳ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگان

محترمہ عفت بیگم صاحبہ

ملک محمود احمد - لاہور

میری امی جان محترمہ عفت بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالجلیل عشرت صاحب دو تین ماہ کی علالت کے بعد ۲۸ جنوری ۱۹۸۹ء کی یخ بستہ صبح تین بجے کے قریب اپنے پیدا کرنے والے کے حضور حاضر ہوگئیں (یقیناً ہم اللہ کی طرف سے آئے ہیں اور اللہ کی طرف ہی واپس جائینگے) اسی دن قریباً گیارہ بجے ہمارے گھر واقع ٹاؤن شپ لاہور میں نماز جنازہ ہوئی۔ اس کے بعد ابا جان، یہ خاکسار اور چند دوسرے عزیز جنازہ لے کر ربوہ روانہ ہوئے۔

ربوہ میں جنازہ دارالضیافت میں رکھا گیا۔ جہاں دوست اور عزیز تعزیت کے لئے آتے رہے۔ حضرت سیدہ چھوٹی آپا صاحبہ بھی (جو امی جان کی کلاس فیلو رہ چکی ہیں) تعزیت کے لئے تشریف لائیں ہم سے تعزیت کی۔ چہرہ دیکھا اور دعائیں کیں۔

آپ موصیہ تھیں۔ ۱۹۴۴ء میں وصیت کروائی تھی۔ سارا حساب صاف تھا۔ حصہ جائیداد پر وصیت کا چندہ اپنی زندگی میں ادا کر چکی تھیں۔ جنازہ مکرم مبارک مصلح الدین صاحب وکیل المال تحریک جدید نے پڑھایا۔ تدفین کے لئے بہت سے احباب ساتھ گئے جن میں خاندان حضرت بانی سلسلہ کے افراد بھی شامل تھے۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

خاندانی پس منظر

امی جان اندازاً ۱۹۱۸ء میں بٹالہ (ضلع گورداسپور) میں پیدا ہوئیں۔ پیدائشی احمدی تھیں۔

آپ بہن بھائیوں میں درمیان میں تھیں۔ آپ سے بڑے آپ کے بھائی افتخار الحق خان صاحب بارایٹ لاء (مزنگ لاہور) ہیں اور ان سے بڑی ہماری خالہ محترمہ ثریا بیگم صاحبہ اہلیہ حضرت حکیم فضل الرحمٰن صاحب سابق مربی مغربی افریقہ ہیں۔

ہمارے نانا جان حضرت شیخ حکیم فضل حق خان صاحب رئیس بٹالہ تھے اور اپنے علاقے میں ایک معروف طبیب تھے۔ انہوں نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی زندگی میں بیعت کا شرف تو حاصل نہ کیا لیکن عقیدت کا تعلق رکھتے تھے۔ اور اپنے بچپن میں اپنے والد بزرگوار مکرم نور احمد کے ساتھ قادیان جا کر حضرت بانی سلسلہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تھے۔ آپ اور آپ کے والد کا نام ۳۱۳ احباب میں شامل ہے۔

امی جان بتاتی تھیں کہ اس وقت کے رواج کے مطابق نانا جان جو اس وقت بچے تھے ان کے کانوں میں سونے کی بالیاں تھیں۔ جب قادیان قریب آیا تو نانا جان کے والد صاحب نے اپنے بیٹے کے کانوں سے یہ بالیاں اتار دیں تاکہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو ناگوار نہ گزرے۔

خاندان حضرت بانی سلسلہ سے تعلق

امی جان اپنی اس خوش بختی کا تذکرہ اکثر کرتی تھیں کہ ان کے گھر واقع بٹالہ میں خاندان حضرت بانی سلسلہ کے افراد تشریف لاتے رہتے تھے۔ مثلاً حضرت اماں جان (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو) حضرت ام ناصر احمد صاحبہ اور حضرت ام طاہر صاحبہ وغیرہ۔ حضرت اماں جان تو چند روز قیام بھی فرماتیں۔ شادیوں میں شریک ہوتیں۔ اور مفید مشوروں سے نوازتیں۔

میرے خالہ زاد بھائی مکرم عبدالوہاب خان صاحب (ابن حضرت حکیم فضل الرحمٰن خان صاحب) نے اپنے بچپن کا واقعہ سنایا کہ ایک دفعہ حضرت اماں جان ہمارے نانا جان کے گھر بٹالہ میں تشریف لائیں اور زمینوں پر سیر کے لئے گئیں۔ بھائی جان وہاب صاحب بھی ساتھ تھے اور اپنے بچپن کے انداز میں الٹے سیدھے انداز میں ساتھ ساتھ بھاگ رہے تھے۔ حضرت اماں جان نے فرمایا کہ بیٹے ہمیشہ سیدھے چلنا چاہیئے۔

اس مضمون کے ذریعہ اپنی امی جان کے چند اوصاف کا ذکر کرتا ہوں تاکہ ان کے لئے دعا کی تحریک ہو۔

سادگی اور حلیمی

خدا تعالیٰ نے بے شمار نعمتوں سے نوازا تھا۔ لیکن امی جان طبعاً سادہ طبیعت تھیں۔ سادہ لباس تھا اور سادہ خوراک استعمال کرتی تھیں۔ نمود و نمائش پسند نہ کرتی تھیں۔ صاف گو اور صاف باطن تھیں۔ صاف گوئی کو بعض اوقات پسند نہیں کیا جاتا۔ لیکن امی جان کے بارے میں قریبی جاننے والے جانتے تھے کہ آپ دل کی صاف ہیں۔ دل بہت نرم تھا۔ بعض اوقات کبھی منہ سے سخت بات نکل جاتی تو امی جان کبھی بھی معذرت کرنے سے دریغ نہ کرتیں بلکہ صلح کرنے میں پہل کرتیں چاہے دوسرا عمر میں کتنا چھوٹا ہی کیوں نہ ہوتا۔

مہمان نوازی

امی جان کی ایک خوبی مہمان نوازی تھی۔ گھر میں کوئی بھی آتا۔ اس کی خاطر مدارت حسب حیثیت کر کے بہت خوشی محسوس کرتیں۔ مجھے یاد ہے میں طالب علم تھا۔ میرے دوست گھر پر آتے تو انہیں بغیر کچھ کھلائے پلائے نہ جانے دیتیں۔

امی جان کی تعلیم مڈل تک تھی لیکن اپنے بچوں کی بہترین تعلیم کے لئے کوشاں رہتیں اور بہترین تعلیمی اداروں میں انہیں تعلیم دلوانے کی کوشش کرتیں۔

خدمت خلق

ہر کسی کی خیر خواہ تھیں۔ غریب پرور تھیں۔ دوسروں کی مدد کر کے ایک گونہ خوشی محسوس کرتیں۔ گھر میں جو کوئی کام کرنے والا ہوتا اس سے شفقت سے پیش آتیں۔ نانا جان کے طبیب ہونے کی وجہ سے امی جان کو بھی بہت سے گھریلو نسخے یاد تھے اور حسب ضرورت استعمال کرتیں اور خدمت خلق کے جذبے کے تحت دوسروں کو بھی بتاتیں۔ جہاں ممکن ہوتا بچیوں کے رشتے کرانے کی کوشش کرتیں۔

حقوق کی ادائیگی

امی جان ان جملہ فرائض کو جو ان پر عائد تھے کماحقہ ادا کرنے کی کوشش کرتیں۔ ابا جان کی خدمت اور اطاعت کو اپنا شعار بنائے رکھا۔ ان کے آرام اور ان کی خواہش کے احترام کو مقدم جانا۔

ایک حدیث کے مطابق اگر ایک بیوی ایسی حالت میں فوت ہو کہ اس کا خاوند اس سے راضی ہو تو ایسی خاتون جنتی ہوتی ہے۔ امی جان اس معیار پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے پوری اترتی تھیں۔

مجھے یاد ہے کہ اگر کبھی میری طبیعت کسی وجہ سے خراب ہو جاتی تو امی جان بے چین ہو جاتیں۔ دعاؤں میں لگ جاتیں۔ ہر کسی کو دعا کیلئے کہتیں اور مجھے آرام پہنچانے کی ہر کوشش کرتیں اسی طرح کسی بھی عزیز کی بیماری یا تکلیف کا سن کر پریشان ہو جاتیں۔

ہمسایوں سے سلوک

امی جان جہاں بھی رہیں ہمسایوں سے ان کا برتاؤ مثالی رہا۔ اور سب انہیں ہمیشہ یاد کرتے ہیں۔ کرشن نگر لاہور میں ہمارے ہمسایہ میں ضرورت مند ہمسائے اکثر آپ سے قرض مانگتے رہتے اور امی جان ان کی ضرورت پورا کرتیں۔ بعض اوقات یوں بھی ہوا کہ قرض مانگنے والے نے ابھی پہلا قرض واپس نہ کیا تھا کہ مزید قرض کی ضرورت ظاہر کی تو بھی امی جان مدد کرتیں۔

اسی طرح ہمسایوں کو کسی قسم کی ضرورت پڑتی تو ان کی ضرورت پورا کرنے کی کوشش کرتیں۔ مثلاً بعض بچوں کو سکولوں میں داخل کروانے کے سلسلے میں دقت ہوئی تو ابا جان سے کہہ کر ان کی مدد کی۔

امی جان کا ہمسایوں سے یہ نیک سلوک ہی تھا کہ کرشن نگر لاہور میں قیام کے دوران کسی قسم کی مخالفت کا سامنا نہ ہوا۔ ہمارے گھر کے سامنے ایک پہلوان قسم کے صاحب رہتے تھے۔ جن سے محلہ کے لوگ ڈرتے تھے۔ لیکن وہ ہماری بہت عزت کرتے تھے۔ ۱۹۵۳ء میں انہوں نے اعلان کیا کہ اگر اس گلی میں کسی نے ہنگامے یا شرارت کی کوشش کی تو اس کی خیر نہیں۔ اور ہمارے نانا جان جو ان دنوں اس گھر میں رہتے تھے انہیں کہا کہ آپ بے فکر رہیں۔ ہماری لاشوں کو روند کر ہی کوئی آپ کو گزند پہنچا سکے گا۔

۱۹۷۴ء میں ہمارے محلہ میں امن و امان رہا۔ ہمارے ساتھ والے گھر کے ایک نوجوان لڑکے نے جوش میں ایکدفعہ کچھ شرارت کی کوشش کی تو اس کی والدہ اور دوسرے گھر والوں نے اسے پیٹا اور برا بھلا کہا کہ ایسے اچھے ہمسایوں کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خلاف جن کے ہمارے اتنے مراسم ہیں ایسی شرارت کی جرأت تم نے کیسے کی؟ اور پھر کسی قسم کا کوئی مسئلہ پیدا نہ ہوا۔ اس میں امی جان کے حسن سلوک کا ہی حصہ تھا۔

راولپنڈی میں مَیں ملازمت کے سلسلہ میں مقیم تھا۔ ہمارا قیام محکمہ کی کالونی میں تھا۔ یہاں ہم تقریباً ۹ سال رہے۔ محکمہ کے افسران اس کالونی میں فیمیلیز کے ساتھ رہتے تھے۔ امی جان کا ہر کسی کے گھر آنا جانا تھا۔ تمام فیمیلیز امی جان کی عزت کرتیں اور صلاح مشورہ کے لئے آتیں۔

سلسلہ سے محبت

سلسلہ اور امام جماعت سے محبت اور احترام ان کے ایمان کا جزو تھا۔ نظر کی کمزوری کی وجہ سے خود "الفضل" نہ پڑھ سکتیں تو اگر کوئی حضور کے خطبات یا "الفضل" کے مضامین پڑھ کر سناتا تو بہت خوش ہوتیں۔ حضور کے خطبات کے کیسٹ بڑے شوق اور توجہ سے سنتیں۔ جماعت کے افراد پر ڈھائے جانے والے مظالم کا سن کر اشکبار ہو جاتیں۔ اسیرانِ راہ مولیٰ کی مشکل کشائی کے لئے ہمہ تن دعا رہتیں۔ گوجرانوالہ میں قیام کے دوران مکرم محمد الیاس منیر صاحب کے عزیز ہمارے گھر کے پاس ہی رہتے تھے ان سے مکرم الیاس منیر صاحب کی خیریت دریافت کرتی رہتیں۔

وفات سے دو اڑھائی ماہ قبل فیصل آباد میں اپنے ایک عزیز مکرم ملک عبدالسبوح صاحب سابق قائد ضلع کی شادی میں شرکت کے لئے گئیں۔ وہاں طبیعت زیادہ خراب ہوئی اور گویا آخری بیماری کا آغاز ہوا۔ لیکن ناسازیٔ طبع کے باوجود بہت خواہش رکھتی تھیں کہ مکرم محمد الیاس منیر سے ملاقات کی کوئی سبیل پیدا ہو جائے۔

جب نئی حکومت قائم ہوئی اور اس نے بہت سے اسیران کو رہا کیا تو اس وقت امی جان نیم بیہوشی کی کیفیت میں تھیں۔ میں نے آواز دے کر کہا کہ نئی حکومت نے بہت سے قیدیوں کو رہا کر دیا ہے۔ پوچھنے لگیں "ہمارے قیدیوں کو بھی؟" گویا اس حالت میں بھی ذہن اسیران راہ مولیٰ کی طرف ہی تھا۔ خدا تعالیٰ ان اسیران کی رہائی کی صورت جلد پیدا فرمائے۔

نماز کا شوق

نماز با جماعت اُن کی روح کی غذا تھی۔ ہم گھر میں نماز با جماعت ادا کرتے تو گھٹنوں میں تکلیف کے باوجود گھسٹتے ہوئے نماز کی جگہ پر پہنچ جاتیں۔ اگر کوئی بچہ قریب نہ ہوتا تو خود ہی کرسی گھسیٹ کر لے آتیں اور نماز با جماعت میں شامل ہوتیں۔ نمازِ جمعہ میں بڑے اہتمام اور ذوق و شوق سے شامل ہوتیں۔ جلسہ سالانہ میں شرکت گھر کا ایک اہم واقعہ ہوتا جس کے لئے بڑے اہتمام اور محبت سے تیاری کی جاتی۔ مٹھائی اور حلوے اور خشک میوہ جات ساتھ رکھے جاتے اور جلسہ گاہ میں کوشش کرتیں کہ آگے جگہ ملے۔

لجنہ کے پروگراموں، اجلاسات وغیرہ میں بڑے شوق سے شامل ہوتیں۔ اپنا چندہ باقاعدہ ادا کرتیں۔ کرشن نگر لاہور میں قیام کے دوران کچھ عرصہ صدر حلقہ (لجنہ) بھی رہیں۔

دست با کار

امی جان کو ہر کام اپنے ہاتھ سے کرنے کی عادت تھی۔ گھر میں ملازم ہوتا تب بھی خود ہر کام میں حصہ لیتیں۔ اور جب تک صحت نے اجازت دی کسی پر بار بننا پسند نہ کیا۔ آخری بیماری کے ایام میں ایک دفعہ میں سہارا دے کر باتھ روم کی طرف لے جا رہا تھا۔ کہنے لگیں "بیٹا۔ میں سخت شرمندہ ہوں کہ تم میری وجہ سے تکلیف اٹھا رہے ہو" اب میں انہیں کیسے بتاتا کہ امی جان آپ کے احسانوں اور خدمتوں تلے تو میرا بال بال ہے۔ میں کیسے ان کا حق ادا کر سکتا ہوں۔؟

راضی برضا

اللہ تعالیٰ کی ہر رضا پر راضی رہیں بعض مشکل وقت زندگی میں آئے۔ ایسے ابتلاء آئے کہ اگر ایمان کی دولت میسّر نہ ہو تو انسان ایسے مواقع پر ناشکری کے کلمات منہ سے نکال دیتا ہے۔ لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا ہی احسان ہے کہ ہم نے امی جان کے منہ سے کبھی کوئی ناشکری کی بات نہ سُنی۔ ایسے امتحانوں میں ثابت قدمی دکھائی۔ اور جو ذمہ داریاں خدا تعالیٰ کی طرف سے عائد ہوئیں، اپنی کمزوری، ناتوانی، بڑھاپے اور بیماری کے باوجود ان کو بہترین رنگ میں نبھانے کی کوشش کی۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر ممکن نہ تھا۔

غرض امی جان نے اپنا وقت خوب نبھایا۔

؎ بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

احباب سے درخواست ہے کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میری امی جان کے درجات بلند کرے اور ہمیں امی جان کی نیکیاں اپنانے اور انہیں آگے بڑھانے کی توفیق ملے۔

امی جان کی بیماری کے دوران ابا جان (مکرم عبدالجلیل عشرت صاحب) اور میری بڑی ہمشیرہ بشریٰ صدیقہ صاحبہ (اہلیہ ملک عبدالحلیم صاحب ٹاؤن شپ لاہور) نے رات دن بڑی خدمت کی۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ انہیں اس کا بہترین اجر دے۔

بقیہ از صفحہ ۴ سے آگے

کی گئی۔ ہاتھ کٹنے کے بعد ان کی زندگی میں یکسر انقلاب آ گیا۔ انہوں نے توبہ کی اور اس کو نہایت پرہیزگاری اور استقامت کے ساتھ نباہا۔ اس واقعہ میں حضور نے حضرت فاطمہؓ کی جو مثال دی ہے اس سے آپؐ لوگوں کو یہ بتانا چاہتے تھے کہ فاطمہؓ جو میرے جگر کا ٹکڑا ہے اور مجھ کو بے حد محبوب ہے۔ حدود اللہ کے معاملے میں اس کی رعایت بھی مجھے منظور نہیں۔

ابن ابی حاتم کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے حضرت علیؓ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا تم اس شخص کے متعلق پوچھتے ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ترین لوگوں میں سے تھا اور جس کی بیوی (حضرت فاطمہؓ) حضور کی وہ بیٹی تھی جو آپؐ کو سب سے بڑھ کر محبوب تھی۔

اس کے بعد حضرت عائشہؓ نے یہ واقعہ سنایا کہ ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ۔ حضرت فاطمہؓ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو بلایا اور ان پر ایک چادر ڈال کر دعا مانگی۔

"الٰہی یہ میرے اہل بیت ہیں ان سے گندگی کو دور کر دے اور انہیں پاک کر دے۔"

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں بھی تو آپؐ کے اہل بیت میں سے ہوں (یعنی مجھے بھی اس چادر میں داخل کر کے میرے حق میں دعا فرمائیے)

حضور نے فرمایا

"تم الگ رہو۔ تم تو خیر ہو ہی۔"

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "تمہاری تقلید کے لئے تمام دنیا کی عورتوں میں مریم خدیجہ، فاطمہؓ اور آسیہ (زوجہ فرعون) کافی ہیں" (ترمذی کتاب المناقب)

ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین پر چار خط کھینچے پھر لوگوں سے فرمایا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ یہ کیا ہے سب نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں آپؐ نے فرمایا

فاطمہؓ بنت محمد۔ خدیجہ بنت خویلد۔ مریم بنت عمران۔ آسیہ بنت مزاحم (زوجہ فرعون) ان لوگوں کو جنت کی عورتوں پر سب سے زیادہ فضیلت ہے

(الاستیعاب " حافظ ابن عبدالبرؒ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"فاطمہؓ سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گی۔" (کنز العمال)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا

"اے فاطمہؓ جس سے تو خفا ہو گی خدا بھی اس سے ناراض ہو گا جس سے تو خوش ہو گی خدا بھی اس سے راضی رہے گا۔" (مستدرک)

اللہ تعالیٰ تمام مومن عورتوں کو خاتون جنت کی سی زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ملکہ وکٹوریہ

ملکہ وکٹوریہ کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ انہوں نے جدید طرز کی برطانوی بادشاہت کی بنیاد رکھی۔ ان سے پہلے کے برطانوی بادشاہ غیر ملکی تصوّر کئے جاتے تھے۔ ملکہ وکٹوریہ شاہ جارج سوئم کے چوتھے بیٹے ڈیوک آف کینٹ کی اکلوتی بیٹی تھیں۔ ۱۸۳۷ء میں جب وہ اٹھارہ برس کی تھیں اپنے چچا ولیم چہارم کی جگہ تخت پر بیٹھیں۔ دو سال بعد اپنے ماموں زاد بھائی البرٹ سے شادی کر لی اور اگلے سترہ برسوں میں ان سے چار بیٹے اور پانچ بیٹیاں بھی پیدا ہوئیں۔ بعد میں ان کی اولادیں برطانیہ کے علاوہ جرمنی، رُوس سویڈن، ڈنمارک، ناروے، سپین۔ یونان، رومانیہ اور یوگوسلاویہ کے تخت پر بیٹھیں۔ اپنے کنبے سے انہیں گہرا لگاؤ تھا۔ ان کے شوہر البرٹ کم عمری میں مر گئے جس کا ملکہ نے اتنا زیادہ سوگ منایا کہ لوگ اعتراض کرنے لگے۔ ملکہ وکٹوریہ ۱۸۷۶ء میں ہندوستان کی ملکہ بھی بنیں۔ اور انہوں نے منشی ملازم رکھ کر ان سے اردو سیکھی۔ انہیں خط اور ڈائری لکھنے کا بہت شوق تھا۔ اپنی بیٹیوں کو انہوں نے سینکڑوں خط لکھے اور اپنی ڈائریاں کتاب کی شکل میں شائع کرائیں۔ وہ بہت اچھی مصوّرہ تھیں۔ ان کی بنائی ہوئی تصویروں کے تقریباً پچاس مجموعے آج تک ملکہ برطانیہ کے پاس محفوظ ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ کا خط ملا

مکرم میجر (ریٹائرڈ) محمد نذیر بھٹی صاحب لاہور کینٹ لکھتے ہیں:

آج صبح یوم پاکستان کی مسلح افواج کی پریڈ ٹی۔وی پر دیکھ رہا تھا۔ اور ساتھ ساتھ ۲۲ مارچ کی الفضل کا مطالعہ بھی کر رہا تھا جس میں کسی شیخ عبدالحکیم صاحب کا ایک مضمون بنام "ایک واقعہ" نظر سے گزرا۔ میں ذاتی طور پر شیخ صاحب مضمون نویس سے واقف نہیں مگر ان کے استقلال کی داد دیتا ہوں کہ انہوں نے ایک پاؤں کے جوتے کی تلاش میں اس قدر استقلال کا مظاہرہ کیا جن دنوں جوتے کی اپنی قیمت بھی بہت معمولی ہوتی تھی۔ اس واقعہ کے پڑھ لینے پر مجھے بھی ایک ایسا ہی واقعہ یاد آیا جو شاید کسی حد تک دلچسپی کا اس لئے موجب ہو کہ اس کا جماعت کے بہت معتبر لوگوں کی والدہ محترمہ سے تعلق ہے یعنی شیخ مبارک احمد صاحب مربی امریکہ شیخ نور احمد منیر شیخ نذیر احمد شیخ فضل احمد اور شیخ بشیر احمد صاحبان۔ واقعہ یوں ہے کہ شیخ نذیر احمد ۱۹۲۷ء میں قادیان میں میرے کلاس فیلو تھے اور ان دنوں میرے والد صاحب کمالیہ کے قریب محمد شاہ والا جو نواب سعادت علی خان صاحب مسلم لیگی کا گاؤں تھا میں محکمہ انہار میں ایس۔ڈی۔او تھے۔ کمالیہ کی رعائت سے قادیان میں دوران تعلیم ہم دونوں بھائیوں کو محمد شریف محمد نذیر کمالیہ والے ہی کہا جاتا تھا۔ ایک سال گرمیوں کی چھٹیوں میں شیخ نذیر احمد صاحب نے جب ہم کمالیہ جا رہے تھے۔ اپنی والدہ صاحبہ کو بھی ہمارے ہمراہ شامل سفر کر دیا کیونکہ ان محترمہ کا وطن مالوف یعنی میکے کمالیہ میں تھے۔ اُن دنوں قادیان بٹالہ کے درمیان ریل کا سلسلہ نہیں تھا۔ ہم لاہور پہنچے اور کمالیہ کی گاڑی جو دن میں صرف ایک بار جاتی تھی۔ میں سوار ہو گئے۔ گاڑی کی روانگی میں ابھی خاصا وقت تھا۔ اور لاہور کا پلیٹ فارم نمبر ۹ جس پر سے گاڑی روانہ ہونی تھی۔ خاصا لمبا تھا۔ ہم دونوں بھائی ٹہلنے یا کچھ خریدنے کی غرض سے پلیٹ فارم کے آخری حصہ پر پہنچ گئے اور ذہن سے یہ بات بھلا بیٹھے کہ گاڑی روانہ ہونے والی ہے۔ مشومئی قسمت سے گاڑی چل پڑی ہم نے بہت بھاگ دوڑ کی مگر گاڑی نہ پکڑ سکے۔ والدہ شیخ صاحبان اور ہمارا سامان روانہ ہو گیا۔ ہمارے پاس صرف ٹکٹیں اور معمولی سی رقم تھی۔ دوسری گاڑی چوبیس گھنٹے کے بعد روانہ ہونی تھی اور شام پانچ بجے روانہ ہو کر اگلی فجر ۵ بجے کمالیہ پہنچتی تھی۔ چنانچہ ہم اگلے روز روانہ ہوئے اور آئندہ فجر کمالیہ پہنچے۔ ایک مکمل دن انتہائی ذہنی کرب میں اس لئے گزرا کہ ہم نے اس بزرگ خاتون کی تمام تر حفاظت کی ذمہ داری قبول کی تھی جسے ہم پایہ تکمیل تک نہ پہنچا سکے کمالیہ شہر ریلوے سٹیشن سے دو تین میل کے فاصلہ پر ہے اور محمد شاہ والا جہاں ہمارے والد تعینات تھے سٹیشن سے سات آٹھ میل کے فاصلہ پر تھا۔ ہم نے ٹانگہ کرایہ پر لیا اور محمد شاہ والا کے لئے روانہ ہوئے۔ ٹانگہ بان نے دوران سفر پوچھا کہ تم بچے اس کسمپرسی کی حالت میں کیوں ہو کہ نہ تمہارے بدن پر کوٹ ہیں۔ اور نہ سر پہ ٹوپیاں۔ ہم نے اُسے اپنا مسئلہ بتایا کہ کس طرح ہماری ساتھی خاتون اور ہمارا سامان ہم سے گم ہو گیا ہے اور ہمیں اپنے ساتھی کے گھر کی بھی خبر نہیں۔ ٹانگے والے نے پوچھا کہ اگر میں تمہیں اُن کے گھر لے چلوں تو مجھے کیا دو گے ہم نے کہا کہ جو کچھ ہمارے پاس ہے سب کچھ لے لو مگر ہمیں ان سے ملا دو۔ چنانچہ وہ ہمیں ان کے گھر لے گیا۔ وہ ہمیں دیکھ کر بلکہ پاکر انتہائی خوش ہوئیں کیونکہ وہ ہمارے غم میں گھلی جا رہی تھیں کہ ان کے کمسن ساتھی جنہیں وہ اپنی ذمہ داری سمجھ رہی تھیں اُن سے جُدا ہو گئے ہیں انہوں نے ہماری کھانے۔ پھل مٹھائیوں سے تواضع کی ہمارا سامان ہمارے حوالے کیا اور ہمیں محمد شاہ والا روانہ کیا جہاں ہمارے والدین ہمارے ایک دن کی تاخیر سے پہنچنے پر پریشان تھے۔ معاملہ دراصل یہ تھا کہ حسن اتفاق سے وہی ٹانگے والا ایک روز قبل شیخ صاحبان کی والدہ کو بھی سٹیشن سے اُن کے گھر لے کر گیا تھا اور انہوں نے بھی ہمارے بچھڑ جانے کی روئیداد اسے سنائی تھی۔

اطلاعات و اعلانات

تقریب شادی

○ عزیزہ کاشفہ سمیرا بنت چوہدری ہدایت اللہ صاحب سوہاوی آف ۶/۱۴، گولبازار ربوہ کا نکاح ہمراہ عزیزم محترم چوہدری سلیم اللہ ابن چوہدری رفاقت اللہ صاحب سوہاوی آف ماڈرن موٹرز کراچی مبلغ پچاس ہزار روپے حق مہر پر مکرم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح و ارشاد نے مورخہ ۲۳ مارچ ۹۰ء بعد نماز فجر بیت المبارک میں پڑھا۔ اور اسی روز ۶ بجے تمام تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ تقریب رخصتانہ کے موقع پر مکرم مولانا سلطان محمود صاحب انور نے ہی دُعا کروائی۔

○ مورخہ ۹ مارچ ۱۹۹۰ء بروز جمعۃ المبارک مکرم رفیق احمد صاحب ناصر استاذ جامعہ احمدیہ ربوہ ابن مکرم رشید احمد صاحب جاوید بھیروی کا نکاح ہمراہ محترمہ امۃ الباسط صاحبہ بنت مکرم نذیر احمد صاحب بھنگالہ بدوملہی مکرم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح و ارشاد نے بعوض مبلغ ۲۰ ہزار روپے حق مہر پڑھایا۔ مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۹۰ء کو تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ جس کے اگلے روز محلہ دارالرحمت وسطی ربوہ میں دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا گیا۔ اس تقریب میں حضرت مولوی محمد حسین صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے بھی ازراہ شفقت شرکت فرمائی۔

احباب دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان رشتوں کو جانبین کے لئے ہر لحاظ سے مبارک کرے۔

ولادت

○ عزیزہ منصورہ اہلیہ مکرم عبدالباسط صاحب کراچی کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۲۲ مارچ ۹۰ء کو بیٹا عطا فرمایا ہے۔ بچے کا نام فاتح الدین تجویز ہوا ہے۔ یہ بچہ مکرم عبدالقادر صاحب آف کراچی برادر اصغر مولوی محمد احمد صاحب جلیل مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا پوتا اور مکرم علی انور صاحب اٹڑو سابق امیر ضلع لاڑکانہ کا نواسہ ہے۔

○ مکرم عبدالخالق صاحب ربوہ کی بیٹی عزیزہ خالدہ رشید صاحبہ اہلیہ مکرم رشید احمد صاحب صدر کراچی کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ ۲۹ مارچ ۹۰ء کو بیٹے سے نوازا ہے۔ نو مولود کا نام رضوان احمد رکھا گیا ہے۔ یہ بچہ مکرم مختار احمد صاحب (انصاراللہ ربوہ) کا پوتا ہے۔ نو مولود تحریک وقف نو میں شامل ہے۔

○ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم شیخ خالد ندیم صاحب کو مورخہ ۱۴ دسمبر ۸۹ء کو بیٹے سے نوازا ہے۔ جس کا نام ارتضیٰ خالد رکھا گیا ہے۔ نو مولود حضرت مولوی غلام حسین صاحب ایاز (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو) مربی سلسلہ سنگاپور کا نواسہ ہے۔ جو ان کی صاحبزادی امۃ النصیر کے بطن سے پیدا ہوا ہے اور محترم شیخ امیر احمد صاحب لاہور کا پوتا ہے۔

احباب دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان سب بچوں کو درازی عمر عطا فرمائے۔

درخواست دُعا

○ مکرم چوہدری رشید احمد سرور صاحب مربی سلسلہ کافی عرصہ سے شدید بیمار ہیں۔

○ مکرم میاں محمد ابراہیم صاحب سابق مربی امریکہ کے صاحبزادے مکرم محمد اسحٰق صاحب اسسٹنٹ وائس پریذیڈنٹ حبیب بنک فیصل آباد کا لاہور تبادلہ ہو گیا ہے۔ اس تبادلے کو ان کے حق میں بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

○ مکرم میاں احسان الحق صاحب (کوٹلی) کی چھوٹی ہمشیرہ صاحبہ عرصہ دو سال سے ٹانگ ٹوٹ جانے کی وجہ سے شدید بیمار ہیں اُن کو علاج کے لئے بیرون ملک بھجوانے کا پروگرام بن رہا ہے۔

احباب دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کامل عطا فرمائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ :- صا سے آگے

گذشتہ سال آپ نے جس درد و کرب کا مظاہرہ کیا اُس کی کارروائی سُنتے ہوئے میری کیفیت بھی بالکل آپ کی کیفیت کی طرح تھی اور اس طرح مجھے فی الحقیقت عملاً اسی ماحول میں اس دعا میں شامل ہونے کی توفیق نصیب ہوئی۔

جہاں تک امسال صوتی آلات کے استعمال کی اجازت کا تعلق ہے مجھے یہ علم پا کر بہت تکلیف ہوئی کہ میگا فون تک استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ آپ ممبران مجلس شوریٰ اور خواتین جو شرکت فرما رہی ہیں یقیناً اس ظلم سے آپ کے دل شدید تکلیف میں مبتلا ہوں گے لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کی یہ قربانیاں رائیگاں نہیں جا رہیں اور وہ آواز جو پاکستان میں دبائی جا رہی ہے خدا تعالےٰ زمین کے کناروں تک اس زور کے ساتھ اُسے بلند فرما رہا ہے کہ اس سے پہلے احمدیت کی تاریخ میں اس کا تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ آج اکنافِ عالم میں ہر طرف ہر خطۂ ارض میں حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کا پیغام اِس شان اور قوت اور بلند آواز کے ساتھ پہنچایا جا رہا ہے کہ اس سے پہلے کبھی اس کا تصوّر بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ بڑی اور چھوٹی حکومتیں، مشرق و مغرب کی متموّل یا غریب ریاستیں یکساں طور پر جماعت سے غیر معمولی تعاون کر رہی ہیں اور ریڈیو اور ٹیلی وژن کے ذریعہ بلا شبہ کروڑہا بندگانِ خدا تک احمدیت کی آواز پہنچ رہی ہے۔ صرف ایک ہندوستان ہی میں ریڈیو ٹیلیویژن کے ذریعہ جماعت کا ذکر جس کثرت اور وضاحت سے ہؤا ہے اُس کی آواز کروڑوں انسانوں تک پہنچی ہے۔ پس میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کی معمولی جذباتی قربانیوں کو اتنا پھل عطا کیا ہے اور اس طرح پیار سے پایۂ قبولیت میں جگہ دی ہے کہ شکوے کا تو کیا سوال اگر ہم عمر بھر خدا کا شکریہ ادا کرتے رہیں تب بھی حق ادا نہیں ہوگا۔

اس موقع پر آپ کے دل بڑھانے کے لئے اور آنسوؤں کو پونچھنے کے لئے اور غموں کو خوشیوں میں بدلنے کے لئے میں آپ کو یہ خوشخبری سناتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے جشنِ تشکر کے سال کو (وسعتِ) احمدیت کے لحاظ سے روشنی کا مینار بنا دیا ہے۔ اور یہ پہلا سال ہے جب کہ ایک سال میں ایک لاکھ آٹھ ہزار سے زاید بیعتیں اب تک مل چکی ہیں اور اسی سال کی بہت سی بیعتوں کی کچھ اطلاعیں آج پہنچی ہیں کچھ ابھی رستے میں ہیں۔

آپ سال گذشتہ کی طرح بے شک اپنی آخری دعاؤں میں خدا کے حضور خوب روئیں اور چلّائیں اور دردناک دعاؤں سے شوریٰ کے اس ایوان میں کہرام مچا دیں لیکن یہ دعائیں شکووں کا رنگ نہ رکھتی ہوں بلکہ جذباتِ تشکّر سے مغلوب ہو کر خدا کے حضور گریہ و زاری کریں۔ اللہ آپ کے ساتھ ہو اور آپ کی طرف سے ہمیشہ خوشیوں کی خبریں پہنچیں۔ جیسا کہ پہلے میں نے ناظر صاحب اعلیٰ کو ...... اطلاع دی تھی خدا تعالےٰ نے ایسی مبشر رؤیا دکھائی ہیں جس سے میں سمجھتا ہوں کہ جلد جلد دن پلٹیں گے اور موسم بدلیں گے......

والسلام

خاکسار مرزا طاہر احمد

(امام جماعت احمدیہ)

اس بابرکت مہینے میں قارئین کرام سے گذارش ہے کہ سلسلہ کے تمام بزرگوں کے لئے دعا کریں۔ جو فوت ہو چکے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور جو حیات ہیں اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت دے اور جماعت کو ان سے فیضیاب ہونے کی توفیق دے۔

خبریں

ملکی خبریں

○ ایم کیو ایم کے سربراہ مسٹر الطاف حسین کی تا دمِ مرگ بھوک ہڑتال کے دوسرے دن ایم کیو ایم کے ہزاروں ساتھی بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ بھوک ہڑتالیوں کی تعداد مسلسل بڑھ رہی ہے۔ خواتین کو ایم کیو ایم کی قیادت نے بھوک ہڑتال کرنے سے روک دیا ہے۔ ۱۹۔ گھنٹے میں الطاف حسین کا وزن ۳ پاؤنڈ کم ہو گیا ہے۔ انہوں نے اپنے بعض ساتھیوں کی رہائی کیلئے بھوک ہڑتال کی ہے۔

○ سندھ کے وزیرِ داخلہ مخدوم رفیق الزمان نے وزیرِ اعظم بے نظیر بھٹو اور صدر غلام اسحٰق سے ملاقات کی اس ملاقات میں چیف آف آرمی سٹاف جنرل مرزا اسلم بیگ اور دفاع کے وزیرِ مملکت بھی موجود تھے مخدوم رفیق نے سختی کرنے اور مزید اختیارات دیئے جانے کا مطالبہ کیا ہے۔

○ وزیرِ اعلیٰ نواز شریف نے مسٹر الطاف حسین کو بھوک ہڑتال کرنے سے منع کیا ہے۔

○ صوبہ سرحد کے ایک ایم این اے حاجی گل خطاب نے بھی وزیرِ اعظم بے نظیر بھٹو کی حمایت کا اعلان کر دیا ہے۔

○ سیاچن کے علاقے میں پاکستانی اور بھارتی فوجوں کے درمیان فائرنگ ہونے کی اطلاع ملی ہے۔ یہ جھڑپیں کئی روز سے جاری ہیں۔

○ مسٹر نواز شریف کی وزارت اعلیٰ کے پانچ سال مکمل ہو گئے ہیں۔ پنجاب میں کوئی شخص اتنے عرصے تک وزیرِ اعلیٰ نہیں رہا۔

○ مارشل لاء کے دوران سزا پانے والے دس ہزار سیاسی قیدیوں کو مراعات اور مالی امداد دینے کیلئے پیپلز پارٹی نے ایک منصوبہ تیار کیا ہے جو تین ماہ کے اندر مکمل ہو گا اس میں چھ ماہ تک نظر بند رہنے والوں کو مناسب معاوضہ یا سرکاری و نیم سرکاری اداروں میں ملازمتیں دی جائیں گی۔ کوڑے کھانے والوں کو بھی معاوضہ دیا جائے گا۔ کمیٹی کے کنوینر نے کہا ہے کہ سیاسی قیدیوں کو ڈیڑھ لاکھ کوڑے مارے گئے۔

غیر ملکی خبریں

○ بنیادی انسانی حقوق کی پامالی اور بے بس فلسطینی قیدیوں کے ساتھ سفاکانہ سلوک درندہ صفت یہودیوں کی حکمت عملی کا نمایاں جزو ہے۔ اس بات کا ثبوت تین اسرائیلی فوجیوں کی شہادت سے ملتا ہے جو انہوں نے کرنل یہودہ صیر کے کورٹ مارشل کے سلسلے میں عدالت میں دی۔ گواہی کے مطابق کرنل نے بیطہ اور حوارہ میں محبوس فلسطینی قیدیوں کے اعضاء توڑنے کا حکم دیا تھا۔

○ لندن ہائی کورٹ کے ججوں نے کہا ہے کہ سلمان رشدی اور اسکی کتاب شیطانی آیات کے پبلشر کے خلاف برطانوی قانون کے تحت کارروائی نہیں ہو سکتی۔ ججوں کا کہنا ہے کہ قانون کا اطلاق صرف عیسائیوں پر ہوتا ہے تاہم سلمان رشدی کے خلاف پیش ہونیوالے وکلاء نے کہا تھا کہ قانون کا اطلاق قرآن مجید پر بھی ہونا چاہیئے

○ افغان مزاحمتی تحریک نے اس بات سے انکار کیا ہے کہ اس کے بعض کمانڈر منشیات کی تجارت میں ملوث ہیں۔ ان کے ایک بیان میں کہا گیا ہے کہ اس الزام کا مطلب یہ ہے کہ تحریک کو ملنے والی امریکی امداد بند کی جانے والی ہے۔ امریکی نائب وزیر خارجہ جو منشیات کے بین الاقوامی امور کے ذمے دار ہیں نے اس ہفتے کے شروع میں یہ کہا تھا کہ امریکہ ایک ایسی صورتحال کے لئے تیار نہیں کہ وہ مجاہدین کو امداد دیتا رہے اور ان کے بعض حامی منشیات اور اسکی پیداوار کی ہمت افزائی کریں۔

ریڈی میڈ ملبوسات
کا مرکز
بچگانہ و زنانہ ریڈی میڈ ملبوسات کی ورائٹی دستیاب ہے
شاھد شاپنگ سنٹر
افضل مارکیٹ گولبازار۔ ربوہ
بالمقابل سب تحصیل۔ ربوہ (دکان گلی کے اندر ہے)

ربوہ اور ربوہ کے گردونواح میں ہر قسم کی جائیداد کی خرید و فروخت ہمارے ذریعہ کیجئے اور خدمت کا موقع دیجئے۔
شریف احمد بھٹی
پراپرٹی سنٹر
ریلوے روڈ رحمت بازار ربوہ
فون گھر: ۴۳۱، آفس: ۵۲۱